مسلمانانِ عالم کے فقہی مسائل ومشاکل

(نوراحمد شاہتاز)

عالمِ اسلام ہو یا عالمِ کفر مسلمانوں کو ہر جگہ مختلف مشکلات ومسائل کا سامنا ہے۔ مگر ایسے مسائل و مشاکل جن کا تعلق کسی بھی صورت فقہ اسلامی سے ہے ہم ان کے بارے میں اس کالم میں گفتگو کیا کریں گے جس سے ہمارے قارئین کو یہ فائدہ پہنچے گا کہ وہ مسلمانان عالم کے فقہی مسائل سے نہ صرف آگاہ رہیں گے بلکہ ان مسائل پر غور وفکر کا انہیں موقع ملے گا۔ امید ہے کہ علماء کرام اور فقہ اسلامی سے دلچسپی رکھنے والے طلبہ کے لئے اس میں دلچسپی کا سامان زیادہ ہوگا۔ وہ اگر چاہیں تو اپنی آرا بھی ہمیں اس پر ارسال کرسکتے ہیں۔ ہمارا یہ خیال ہے کہ ہم سے پہلے ہمارے حلقہ میں یہ کام اس انداز سے کسی نے نہیں کیا واللہ اعلم بالصواب۔ (مجلس ادارت)

قیدیوں کو حق خلوت حاصل ہونا چاہئے یا نہیں مصر میں نئی فقہی بحث چھڑ گئی:

مصر میں اس وقت علماء و قانون دانوں میں اس موضوع پر زوردار بحث جاری ہے کہ قیدیوں کو حق خلوت حاصل ہونا چاہئے یا نہیں، واضح رہے کہ حق خلوت سے مراد شادی شدہ قیدیوں کا اپنے ازواج سے خلوت میں ملنے اور وظیفۂ زوجیت ادا کرنا ہے۔ مصری قوانین میں اس سے پہلے اس کی گنجائش نہیں تھی اور اس کے نتیجے میں جیلوں میں قیدی سالہا سال تک پڑے رہتے اور وہ جہاں دنیا کی دیگر نعمتوں سے محروم کردئے جاتے وہیں وہ اولاد کی دولت سے بھی محروم ہوجاتے۔ اگر ایک قیدی کو عمر قید کی سزا ہوئی ہوتو وہ کم از کم پچیس سال جیل میں گزارتا اور اس پچیس سال کے عرصہ میں نہ تو وہ شادی کرسکتا اور نہ ہی اولاد کی تمنا پوری کرسکتا۔ اور جن جوڑوں کی شادیاں قید وبند کی سزا ملنے کے تھوڑے ہی عرصہ قبل ہوئی ہوتیں وہ یا تو اس نکاح کو ختم کرنے پر مجبور ہوتے اور معاملہ طلاق وخلع تک جا پہنچتا ہے یا دولہا دلہن ایک دوسرے کی رہائی کا انتظار کرتے کرتے بوڑھے ہوجاتے۔ اور بعض تو اولاد کی حسرت دلوں میں لئے قید خانوں میں دم توڑ دیتے۔

۲۹ جون ۲۰۰۴ کو ایک مصری شہری نے ایک استفتاء مصری دارالافتاء کو ارسال کیا (واضح رہے کہ مصر میں دارالافتاء سرکاری سرپرستی میں قائم ہیں اور دارالافتاء میں متعین مفتیانِ کرام کو سرکار سے

وظیفہ ملتا ہے)اس شہری نے دارالافتاء سے یہ سوال کیا تھا کہ کیا کسی قیدی مرد کو شرعاً اپنی بیوی سے خلوت صیحہ کی اجازت ہے یا نہیں؟

دارالافتاء نے مفتی ڈاکٹر علی جمعہ کی سربراہی میں جواب دیا کہ شرعاً مرد قیدیوں کے اپنی بیویوں یا خواتین قیدیوں کے اپنے شوہروں سے خلوت پر شرعاً کوئی پابندی نہیں اور یہ خلوت شرعاً جائز ہے۔تاکہ وہ اپنے حقوق زوجیت ادا کر سکیں۔

البتہ مفتی صاحب نے فتوی کے آخر میں یہ بھی لکھا کہ..................تاہم فیصلہ کا اختیار عدلیہ کے ادارے کو ہے کہ وہ اس بات کی اجازت دے یا نہ دے۔

اس فتوی کو جامعہ الازہر کے علماء کی ایک بڑی تعداد نے سراہا اور اس کی پہلی شق کی بھر پور تائید کی۔جبکہ محض چند ایک نے دوسری شق کو بھی پیش نظر رکھنے کا عندیہ دیا ہے اور یہ کہا کہ اختیار عدالت کو ہوگا۔

حقوق انسانی اور قیدیوں کے حقوق کی انجمنوں اور عوام کی بڑی تعداد نے اس فتوی کی پرزور تائید کی ہے کہ اور قاضی یا عدالت کے اختیار کو رد کیا ہے۔یہی مسئلہ اب زبان زدِ خاص وعام ہے کہ قیدیوں کو حق زوجیت غیر مشروط ملنا چاہئے یا اسے عدالت کے صوابدید پر رہنا چاہئے۔

دریں اثناء وکلاء کی ایسوسی ایشنوں نے دس کیسز اس سلسلہ میں مختلف عدالتوں میں فوری طور پر دائر کردئے ہیں جن میں اس فتوی کی رو سے قیدیوں کو حق خلوۃ دئے جانے کا مطالبہ کیا ہے۔ادھر مصری پارلیمنٹ میں اس صورت حال پر بحث کا آغاز ہو چکا ہے اور حکومتی اراکین کا کہنا ہے کہ قانون میں حق خلوۃ پر کوئی پابندی نہیں۔جبکہ حزب اختلاف کا کہنا ہے کہ پابندی نہ ہونے کے باوجود جیل کے حکام پابند لگاتے ہیں اور جہاں رشوت مل جائے وہاں اجازت بھی دے دیتے ہیں لہذا اس سلسلہ میں قانون سازی ضروری ہے۔ابتدائی طور پر حکومتی ارکان نے دارالافتاء کے فتوی کو تسلیم کرلیا ہے اور پارلیمنٹ میں اس نئی صورتحال کے پیش نظر قانون سازی زیر غور ہے،توقع ہے کہ دسمبر تک قانون سازی ہو جائے گی۔ پارلیمنٹ میں اسلامی گروپ کے ۱۶۔اراکین نے ایک خلوۃ بل پیش کردیا ہے جس میں ہر ماہ دومرتبہ ہر شادی شدہ قیدی مرد یا خاتون کو حق خلوۃ دینے کی تجویز پیش کی گئی ہے۔واضح رہے کہ قانون سازی ہونے کی صورت میں مصری جیلوں میں موجود تقریباً ۶۰ ہزار قیدیوں میں سے ۴۵ فیصد شادی شدہ قیدیوں کو اس کا فائدہ پہنچے گا۔

مجلّہ فقہ اسلامی نے اس سلسلہ میں مصر کے بعض اہل علم سے رابطہ کیا ان کی آراء حسب ذیل ہیں۔

☆العادة محكمة ☆ عادت کو حکم بنایا گیا ہے یعنی فیصلہ عرف کے مطابق ہوگا

ڈاکٹر احمد مجدوب جو سوشل اینڈ کریمینل ریسرچ سنٹر کے ایک سینئر افسر ہیں نے بتایا کہ صدر انور السادات کے دور میں جیل میں چھٹیوں کا نظام رائج کیا گیا تھا جس سے ہر سال دو سے اڑھائی سو قیدی ہر جیل سے چھٹی پر بھیجے جاتے تھے اور اس طرح انہیں حقوق زوجیت کی ادائیگی کا موقع مل جایا کرتا تھا مگر آہستہ آہستہ چھٹیوں کا یہ نظام ختم ہوگیا۔ انہوں نے کہا کہ اب بھی اگر چھٹیوں کا نظام رائج کر دیا جائے تو حق خلوۃ کا مسئلہ خود بخود حل ہو جائے گا۔

مصر کے ایک سینئر وکیل منصر الزیات نے ہمیں بتایا کہ مصر میں ۱۹۸۷ تک حق خلوۃ کی ایک صورت موجود تھی کہ جیل کے ہسپتال کے کسی کمرہ میں قیدیوں کو یہ شرعی ضرورت پوری کرنے کی اجازت دی جاتی تھی مگر تین قیدیوں کے فرار کے بعد یہ رعایت واپس لے لی گئی۔

کلیہ شریعہ و قانون کے سابق ڈین جناب ڈاکٹر محمد رافت عثمان نے کہا: شوہر کو اپنی زوجہ سے حق زوجیت قدرت نے دیا ہے اب اگر وہ قیدی ہے اور اسے اس سے روکا جائے تو گویا اس کی سزا اس کی بیوی کو ملے گی کہ وہ اپنے ایک بنیادی حق سے محروم کی جائے گی اور شریعت و قانون سزا کا نفاذ مجرم پر کرتے ہیں نہ کہ اس کے اہل و عیال پر۔ لہذا قیدیوں کا حق خلوۃ ملنا چاہئے اور اس سے روکنا خلاف شریعت و قانون ہے۔

قارئین کرام: مصر کی اس فقہی صورتحال کے بیان کے بعد ہم اپنے پاکستانی علماء کرام کو اس موضوع پر اظہار خیال کی دعوت دیتے ہیں۔

یورپی یونین میں شمولیت کا جنون

ترکی میں زنا کو قابل سزا جرائم کی فہرست سے خارج کرنے کی تیاری:

ترکی میں زنا کو قابل سزا جرائم کی فہرست سے خارج کرنے کی تحریک یورپی یونین میں ترکی کی شمولیت کے جنون کے سبب شروع ہوئی۔ ترکی کے سیکولر ارکان پارلیمنٹ نے اس سلسلہ میں ایک باضابطہ بل پارلیمنٹ میں پیش کرنے کی تیاریاں مکمل کرلیں اور اس بل میں یہ سفارش کی گئی کہ جرم زنا کو قابل سزا جرائم کی فہرست سے خارج کیا جائے۔

☆ الامور بمقاصدھا ☆ اعمال کے احکام ان کے مقاصد کے مطابق ہوتے ہیں ☆

واضح رہے کہ ۱۹۹۶ تک ترکی عدالتیں جرم زنا کے مقدمات کی سماعت کرتی تھی اور اسے قابل سزا جرم تسلیم کیا جاتا تھا مگر ترکی کی اعلی عدالت نے ایک مقدمہ میں یہ فیصلہ دے دیا کہ چونکہ اس قانون کی زد میں زیادہ تر خواتین آتی ہیں اس لئے اسے قابل سزا جرم تسلیم نہ کیا جائے۔ ترکی پارلیمنٹ میں اس سلسلہ میں باقاعدہ قانون سازی کے لئے یہ معاملہ معرض التوا میں تھا تا آنکہ حالیہ قانونی ترامیم و اصلاحات میں جرم زنا کا معاملہ بھی شامل تھا، تاکہ اس پر ایسی قانون سازی ہو سکے جو یورپ کو خوش کرنے کے لئے اور اس کے نتیجہ میں ترکی کو یورپی یونین کا ممبر بنانے کے لئے راہ ہموار کر سکے۔ مگر ترکی حکومت کی اس قانون سازی کی تمام تر کوششیں رائیگاں چلی گئیں کیونکہ حزبِ اختلاف جس میں ایک بڑی تعداد اسلام پسند اراکین کی ہے نے اس کی پرزور مخالفت کر کے حکومت کو منفی قانون سازی سے دستبرداری پر مجبور کر دیا۔ حکومتی حلقوں کا کہنا تھا کہ چونکہ زنا یورپ کے اکثر ممالک مین جرم قابل سزا نہیں یہ صرف ایسے ممالک میں قابل سزا ہے جہاں شرعی قوانین نافذ ہیں اور یورپی یونین کا ممبر ہونے کے لئے ہمیں یورپ کے لئے نرم گوشہ اختیار کرنا چاہیئے، جبکہ حزب اختلاف کا موقف تھا کہ جرم زنا کو قابل سزا جرائم کی فہرست میں رہنا چاہیئے۔

سر دست حزب اختلاف و حزب اقتدار کے مابین ایک سمجھوتہ طے پا گیا ہے جس کی رو سے پارلیمنٹ میں جرم زنا کے حوالہ سے کوئی بحث نہیں ہوگی۔

Muslim Hands

The Organisation to fight against poverty !

To Provide :

Education, Vocational Traninig, Housing, Medical-Care, Food Distribution, Safewater, Electricity, to needy and poor Muslims.

& To Look after the Orphans

148-164 Gregory Boulevard

Nottingham NG7 1BR U.K.

E.mail: contact@muslimhandsorg